قبولیت عمل کی شرط، حلال کمائی

اگرنمازیں پڑھتے پڑھتے تم کمان کی طرح جھک جاؤاور روزے رکھتے رکھتے دبلے ہو جاؤ تو اللہ تمہارے اعمال قبول نہ کرے گا جب تک تم حرام سے نہ بچو گے''

حلال وحرام کا مسئلہ بہت ہی اہمیت کا حامل ہے اور دور حاضر میں اسکی اہمیت دو چند ہوگئی ہے۔ خواہشاتِ نفس اور ھل من مزید کی پیاس، طمع اور لالچ اور دنیا کی محبت نے انسانوں کو اندھا کر دیا ہے۔ ہرایک اس فکر میں مبتلا ہے کہ مال ودولت کے انبار جمع ہو جائیں یہ فکر بہت کم لوگوں کو ہے کہ وہ مال حلال ذریعے سے آرہا ہے یا حرام سے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ ''لوگوں پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ آدمی کو اس کی پروانہیں ہوگی کہ اس کا رزق حرام کا ہے یا حلال کا''

اس مضمون میں حلال کی فضیلت اور حرام کے نقصانات کو قرآن وسنت کے دلائل کی روشنی میں تحریر کیا جائیگا تاکہ قارئین کو اس اہم ترین معاملے میں صحیح رہنمائی مل سکے۔

ارشاد ربانی ہے "اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو بخشی ہیں ان کو کھاؤ اور اللہ کا شکرادا کرو اگر تم اسکی عبادت کرنے والے ہو" (البقرہ 172) دوسری جگہ ارشاد فرمایا "اور ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقوں سے نہ کھایا کرو نہ اس غرض کیلئے حاکموں کو رشوت پہنچاؤ کہ کسی کا مال ظلم وستم سے حاصل کرو حالانکہ تم جانتے ہو (کہ وہ تمہارے لئے حلال نہیں)" (البقرہ 188)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے رزق حلال کھانے اور اپنی شکر گزاری کرنے کا حکم دیا ہے اور عبادت کو رزق حلال سے مشروط کر دیا ہے اسلئے کہ حرام خور کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ دوسری آیت میں باطل طریقوں یعنی رشوت، سود، چوری، جھوٹ اور خیانت، دھوکا دہی، ذخیرہ اندوزی، اقرباء پروری، بھتہ خوری، حرام اشیاء کی خرید فروخت اور تمام باطل ذرائع سے رزق کمانے اور کھانے سے روکا ہے۔

بحیثیت مسلمان ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ رزق جو اللہ تعالیٰ نے کسی کے مقدر میں لکھ دیا ہے وہی اسے ملے گا جبکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ماں کے پیٹ میں فرشتہ جب جنین میں روح پھونکتا ہے تو اسی وقت اللہ تعالیٰ اس کی تقدیر اور رزق بھی لکھ دیتا ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے امتحان کیلئے پیدا فرمایا ہے، اب اس ضمن میں آزمائش یہ ہے کہ انسان اپنے اس رزق کو حلال اور جائز ذرائع سے حاصل کرتا ہے یا حرام اور باطل طریقوں سے، ارشاد باری تعالیٰ ہے "انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کے لئے وہ سعی وجہد کرتا ہے" (سورہ نجم 39)

چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ارادہ واختیار کی آزادی بخشی ہے اور اسی آزادی اور اختیار کی وجہ سے وہ جزا وسزا کا مستحق ٹھہرے گا۔ بعض لوگ جھوٹ، بددیانتی اور دھوکہ دہی سے مال کما کر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بڑے سمجھدار، عقلمند اور ہوشیار ہیں ایسا کر کے انہوں نے زیادہ مال کما لیا حالانکہ یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ انہوں نے کمایا وہی جو ان کا مقدر تھا البتہ اللہ تعالیٰ کے دیئے گئے ارادہ واختیار کی آزادی کے حق کو غلط استعمال کر کے انہوں نے اپنے آپ کو جہنم کا مستحق بنا دیا، العیاذ باللہ۔

امام بیہقی نے ایک حدیث مبارکہ روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمہارے درمیان رزق تقسیم کیا ہے اسی طرح اس نے اخلاق بھی تقسیم کئے ہیں، اللہ تعالیٰ دنیا کا مال ومتاع جس سے محبت کرتا ہے اس کو بھی دیتا ہے اور جس کو

پسند نہیں کرتا اس کو بھی دیتا ہے مگر دین (یعنی دین کا فہم اور اس پر عمل کی توفیق) صرف اس کو دیتا ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے، پس جس کو اللہ تعالیٰ نے دین دیا وہ اس سے محبت کرتا ہے، جو بندہ حرام کمائی میں سے خرچ کرتا ہے اس میں برکت نہیں ہوتی۔ صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول نہیں کرتا اور اگر حرام مال ترکے میں چھوڑتا ہے تو یہ اس کے لئے جہنم کا زادِ راہ ہے''

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ''جس شخص کو اس بات کی پروا نہ ہو کہ اس کا مال کس ذریعے سے آ رہا ہے، اللہ کو اس کی پروا نہیں کہ وہ آگ میں کس دروازے سے داخل ہوتا ہے'' ایک اور موقع پر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''میں ہر روز دن اور رات کے آغاز میں ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے، حرام کھانے والے کا کوئی فرض یا نفل قبول نہیں ہوتا'' حرام ذرائع و وسائل کے علاوہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے جن اشیاء کو حرام قرار دیا ہے مثلاً شراب، خنزیر، مردار، بتوں مورتیوں اور قبروں پر چڑھاوے اور نذرانے، فحبہ گری، سود اور رشوت، جملہ منشیات اور دیگر حرام اشیاء، ان سب اشیاء کی خرید و فروخت سے نفع اٹھانا بھی مطلق حرام ہے۔ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو بعض لوگوں نے نبی کرم ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم اسے غیر مسلموں کے ہاتھ فروخت کر دیں؟ آپ ﷺ نے سختی سے منع کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے شراب پر، پینے والے پر، پلانے والے پر، بیچنے والے پر، خریدنے والے پر، نچوڑنے والے پر، جس کیلئے نچوڑی جائے اس پر، اٹھانے والے پر، جس کے لئے لے جائی جائے اس پر اور شراب کی قیمت کھانے والے پر لعنت بھیجی ہے''

امام احمد اور امام ابوداؤد نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے جن اشیاء کو حرام قرار دیا ہے ان کیا قیمت (خرید و فروخت سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانے) کو بھی حرام قرار دیا ہے'' ہمارا ملک جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا وہاں عورت کی مختلف انداز میں خرید و فروخت اور فحاشی کو پھیلانے کے ذرائع ایک بڑے کاروبار کی صورت اختیار کر چکے ہیں اور شراب بنانے کے حکمرانوں نے پرمٹ جاری کر رکھے ہیں اسلئے ملک میں بڑے پیمانے پر شراب بنانے اور اسے خریدنے اور بیچنے کا کاروبار جاری ہے۔ پچھلے دنوں ایک رپورٹ نظروں سے گزری جس میں لکھا ہوا تھا کہ راولپنڈی میں شراب کے ایک کارخانے میں سیکڑوں مزدور کام کرتے ہیں جن میں درجن بھر غیر مسلم اور باقی سب "مسلمان" ہیں۔ بہت سے لوگ مسلمان ملکوں مثلاً سعودی عرب اور امارات میں اچھی آمدن کے باوجود ھل من مزید کی پیاس بجھانے کے لئے مغربی ممالک کی طرف ہجرت کر جاتے ہیں جہاں وہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو فتنوں کے حوالے کر دیتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی وہاں شراب اور دیگر حرام اشیاء کی نقل و حمل اور خرید و فروخت کا کام کرتے ہیں اور حرام رزق کماتے اور کھاتے ہیں۔ جن گناہوں کے ارتکاب پر اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے لعنت بھیجی ہے ہم اصرار کے ساتھ وہ گناہ کرتے چلے جا رہے ہیں تو ہم پر اللہ کی رحمتیں کیسے نازل ہونگے؟

مسند احمد کی روایت ہے کہ ''حرام سے پلنے والا جسم آگ ہی کے لائق ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر نمازیں پڑھتے پڑھتے تم کمان کی طرح جھک جاؤ اور روزے رکھتے رکھتے دبلے ہو جاؤ تو اللہ تمہارے اعمال قبول نہ کرے گا جب تک تم حرام سے نہ بچو گے'' مسلم شریف کی روایت ہے کہ ''3 قسم کے لوگ ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نظر بھی نہ ڈالے گا ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا مال فروخت کرتا ہے'' رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ ''ایک شخص نے 10 درہم کے کپڑے بنائے، ان میں

ایک درہم حرام کا تھا جب تک وہ کپڑے اس کے جسم پر ہوں گے اللہ اسکی کوئی نماز قبول نہیں کرے گا'' (رواہ امام احمد)

معروف حدیث ہے جس میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ'' بندہ دور دراز سے سفر کر کے غبار آلود جسم کے ساتھ ایک جگہ پہنچ کر اپنے ہاتھ دعا کیلئے پھیلا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو کیونکر قبول فرمائے گا جبکہ اس کا کھانا پینا اور اس کا لباس حرام کا ہے حالانکہ مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے لیکن چونکہ یہ مسافر حرام خور ہے اسلئے اسکی دعا قبول نہیں ہوتی'' آج ہم مسجدوں میں رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی مصیبتوں اور پریشانیوں کی دہائی دیتے ہیں، بارش مانگتے ہیں لیکن دعائیں قبول نہیں ہوتیں اس کا بڑا سبب رزق حرام ہے۔ ایک موقع پر اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا'' اگر کوئی شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی کے مال پر ناحق قبضہ کر لے تو قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا'' اور دوسری روایت میں ہے'' اللہ اس پر جنت حرام اور جہنم واجب کر دے گا''

ایک شخص مر گیا اس کے متعلق اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا'' وہ جہنم کی آگ میں جل رہا ہے'' اس کے وارثوں سے دریافت کیا گیا تو پتہ چلا کہ بیت المال سے اس نے ایک چادر چوری کی تھی۔ آج جو لوگ مختلف اداروں اور حکومتی ذمہ داریوں کے منصب پر بیٹھ کر حرام مال جمع کر رہے ہیں کیا ان کے اندر ایمان کی کچھ بھی حرارت یا خوف الٰہی کی کوئی بھی رمق موجود نہیں؟ حال میں وطن عزیز چھٹی جانا ہوا۔ وہاں بہت سے لوگوں سے عرض کیا کہ اس وقت ہمارے ملک میں صورتحال کچھ اس طرح ہے جس طرح کوئی چور کسی کے گھر میں داخل ہو جاتا ہے تو ہر چیز پر ہاتھ صاف کرتا ہے۔ یہ بھی لے لوں، وہ بھی لے لوں کہ آخری چانس ہے، اس طرح موجودہ حکمران طبقہ چپڑاسی سے لے کر حکومتی اعلیٰ ترین عہدوں تک لوٹ مار میں لگے ہوئے ہیں کہ یہ آخری چانس ہے۔ ہاں چند لوگ اس لوٹ مار کے ماحول میں بھی سچائی اور دیانتداری کا دامن تھامے ہوئے ہیں لیکن وہ آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔

اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ'' قیامت کے دن وہ شخص بدترین حالت میں ہوگا جس نے دوسروں کی دنیا بنانے کی خاطر اپنی آخرت برباد کر ڈالی'' (مشکوٰۃ شریف) دوسری روایت ہے کہ'' قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا جس کے متعلق کہا جائے گا کہ یہ وہ شخص ہے جس کی ساری نیکیاں اس کے اہل وعیال کھا گئے'' ان احادیث مبارکہ سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ جو لوگ اپنی اور اہل وعیال کی خواہشات پر عیش وعشرت کا سامان جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں، بچوں اور بیگمات کی فرمائشیں بڑھتی جاتی ہیں جب حلال سے پوری نہیں ہوتیں تو حرام مال اکٹھا کرنے میں لگ جاتے ہیں۔ یہی وہ بدنصیب ہیں جو دوسروں کی دنیا تو بنا رہے ہیں لیکن اپنی آخرت برباد کر رہے ہیں۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک ایک پائی کا حساب دینا ہوگا کہ اس کو کہاں سے اور کن طریقوں سے حاصل کیا تھا اور پھر یہ حساب بھی دینا ہوگا کہ مال کو خرچ کہاں کیا تھا۔ افسوس کہ ہماری اکثریت آج آخرت کی اس جوابدہی سے بے پروا ہو کر حرام مال سمیٹ رہی ہے اور پھر اسے حرام کاموں پر خرچ بھی کیا جا رہا ہے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے سوال کیا'' جانتے ہو مفلس کون ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے جواب دیا وہ جس کے پاس دنیا کا ساز وسامان اور دولت نہ ہو وہ مفلس ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'' میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز اور روزے اور زکوۃ لے کر آئے گا مگر اس حالت میں کہ کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال

کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا، پھر وہ بیٹھے گا اور اسکی کچھ نیکیاں اس کے مظالم کے قصاص کے طور پر ایک مظلوم لے لیگا اور کچھ دوسرا اور تیسرا۔ پھر اس کی نیکیاں اگر اس کی خطاؤں کا قصاص ادا کرنے سے پہلے ختم ہوگئیں تو ان مظلوموں کی خطائیں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا''

آج جو مالدار لوگ اپنے نوکروں اور مزدوروں کا مال مختلف حیلوں بہانوں سے کھا جاتے ہیں اور وہ لیڈر اور حکمران جو قومی خزانوں کو لوٹ کر اپنی تجوریاں بھر رہے ہیں، پھر حکومت کے اخراجات پر حج اور عمرے کرتے ہیں، قیامت کے دن ان سے بڑا مفلس اور بدنصیب کوئی نہ ہوگا۔ آج عام مسلمانوں کی اکثریت ایسی ہے جو نماز روزے کا اہتمام کرتے ہیں اور مملکت میں رہنے والے حج وعمرے کی سعادت بھی حاصل کرتے ہیں لیکن معاملات میں حلال وحرام کی کوئی پروانہیں کرتے۔ قرض لے کر ہضم کرلینا، کاروبار اور ملازمت میں جھوٹ، بددیانتی اور دھوکہ دہی سے مال حاصل کرنا عام معمول بن چکا ہے۔ بہت سے اپنے آپ کو حاجی بلکہ حجاج کہلانے والے اپنی رقم بینک میں بیوی بچوں کے نام 7 سال کے فیکس ڈپازٹ میں جمع کرا کے فخریہ بیان کرتے ہیں کہ بچوں کی شادی اور تعلیم وغیرہ کیلئے انتظام کرلیا ہے لیکن ساتھ ہی جو جہنم کا زادِراہ جمع ہوگیا ہے اسکی کوئی فکر نہیں۔ ایک صاحب نے اپنا واقعہ خود مجھے بتایا کہ میں سودی کاروبار کرتا تھا اور کبھی قرضے کے بوجھ سے نہیں نکل سکا۔ اب وہ چھوڑ کر صرف 15 سو ریال ماہانہ پر ملازمت کرتا ہوں، الحمدللہ کوئی قرض نہیں دینا۔ سکون سے گزر اوقات ہورہی ہے۔ بعض لوگ بینک کے سود کو حرام ہی نہیں سمجھتے حالانکہ سود حرام ہے خواہ وہ بینک سے لیں یا کسی فرد یا ادارے سے۔

سود کی حرمت پر رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

☆ جان بوجھ کر ایک درہم سود کھانا 36 بار زنا کرنے سے زیادہ شدید گناہ ہے **(رواہ امام احمد)**

☆ سود کے 70 دروازے (یا درجے) ہیں، سب سے کمتر یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے نکاح یا بدکاری کرے **(طبرانی، ابن ماجه، بیهقی)**

☆ اللہ تعالیٰ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس پر گواہی دینے والے اور اس کی تحریر لکھنے والے پر لعنت کی ہے **(احمد، ابوداؤ، ترمذی، نسائی)**

یہی وجہ ہے کے علماء نے ایسے بینکوں کی ملازمت کو حرام قرار دیا ہے جن میں سودی کاروبار ہوتا ہے۔

اللہ کے حبیب ﷺ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب 2 آدمی مل کر کاروبار کرتے ہیں تو میں تیسرا ان کا مددگار ہوتا ہوں تاآنکہ وہ ایک دوسرے سے دھوکہ (خیانت) نہ کریں۔ جب ان میں سے ایک دوسرے سے خیانت کرتا ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل آتا ہوں اور وہاں شیطان آجاتا ہے'' **(ابوداؤد)**

کتنے ہی لوگ مل کر کاروبار کرتے ہیں اور جلد ہی اختلافات اور ناراضگیاں شروع ہوجاتی ہیں جس کا سبب ایک دوسرے کے ساتھ جھوٹ اور خیانت کے سوا کیا ہوتا ہے جبکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ''جو تمہارے ساتھ خیانت کرے اس کے ساتھ بھی خیانت نہ

کرو‘ ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا ’’جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’مومن سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن جھوٹا اور خائن نہیں ہو سکتا‘‘